رسائل و مسائل

تعلیمات قرآن کے متعلق بحث

(۲)

از جناب چوہدری غلام احمد صاحب پرویز بی۔ اے

مفہوم خلافت اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضرت انسان کو اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات عالم پر تشریف و تکریم سے سرفراز فرمایا ہے۔ (وَ لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ) اور جملہ مخلوقات اس کے تابع فرمان بنائی ہیں۔ (وَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَمِیْعًا)۔ اور اس اعتبار سے انسان کو جملہ کائنات پر ایک خاص تفوق و برتری حاصل ہے۔ لیکن چونکہ اس تفوق کے خیال سے ذہن انسانی میں خود مالک و مختار بن بیٹھنے کا امکان ہے، اس لیے آپ اس خطرہ کو اس طرح سے دور کرتے ہیں کہ انسان بلاشبہ ہر شئے پر حاکم و ذی اقتدار ہے لیکن خدا کا نائب ہونے کی حیثیت سے نہ کہ خود مالک ہونے کے اعتبار سے یعنی ان اشیاء میں تصرف وہ اپنے اختیار و ارادے سے نہیں کر سکتا بلکہ ان قوانین کے ماتحت کر سکتا ہے جو اس کے حاکم اعلیٰ کی طرف سے اسے ملیں جس کا وہ نائب ہے لیکن شاید آپ نے غور نہیں فرمایا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے مقابلہ میں انسان کو مخاطب کیا ہے، وہاں لفظ عبد استعمال کیا ہے جس کے معنی بندہ و غلام کے ہیں۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ جو خطرہ آپ انسان کو نائب کی حیثیت دیکر مٹانا چاہتے تھے، قرآن کریم نے اسے عبد کی حیثیت دیکر اس سے کہیں زیادہ مضبوط دیواروں سے اس کا سدباب کیا ہے۔ یعنی تمام مخلوقات کا حاکم، لیکن خدا کا غلام۔ اور اس کی سند ہیں قرآن کریم سے صاف صاف ملتی ہے۔ برعکس اس کے خلیفۃ اللہ کے لیے بڑی دقت پیش آتی ہے کہ قرآن کریم میں خلافت آدم کی نسبت کہیں اللہ کی طرف نہیں کی گئی۔ اور نیابت کا تو لفظ ہی کہیں قرآن میں آدم کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ اور اس میں

شبہ نہیں کہ نیابت کے مفہوم میں ذہن اس طرف ضرور منتقل ہو جاتا ہے جس کا صاحب تعلیمات نے ذکر کیا ہے خلافت کا مفہوم قرآن کریم میں ایک کی جگہ دوسرے کو جانشین بنانے کا ہی ہے۔ اور میں نے تو جہاں تک غور کیا ہے، جہاں جہاں یہ لفظ کسی انسان یا انسانوں کی کسی جماعت کے متعلق استعمال ہوا ہے، اس جانشینی میں حکومت وسلطنت کا انتقال ضرور شامل ہے۔ چنانچہ جو آیات آپنے نقل کی ہیں خود ان سے بھی یہی مفہوم ثابت ہوتا ہے جو آپ کے مدعا کے خلاف ہے۔ مثلاً آپ نے لکھا ہے۔

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ (۷:۱۵)

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کردے اور تم کو زمین میں جانشین (خلیفہ) فرمائے۔

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد فرعونیوں کو ہلاک کرکے تم کو ان کا جانشین بنادیگا یعنی ملک وحکومت ان کی ہلاکت کے بعد ان سے چھن کر ان کو مل جائیگی چنانچہ یہی ہوا۔

فَاَخْرَجْنٰھُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّکُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ کَذٰلِکَ وَاَوْرَثْنٰھَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ۔ (۲۶:۴)

سو ہم نے ان کو باغوں چشموں اور خزانوں اور عزت والے مقامات سے نکال دیا اور ایسا ہی ہوا۔ اور ان سب کا وارث ہم نے بنی اسرائیل کو بنا دیا۔

اس سے صاف واضح ہے کہ یہاں استخلاف فی الارض سے مراد جانشینی ہے نہ کہ نیابت بنی اسرائیل فرعون کی ملک وحکومت کے وارث (اورثنا) وجانشین بنائے گئے تھے۔ دوسری آیت آپنے یہ لکھی ہے۔

وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْئًا۔ (۱۱:۵)

اور میرا رب تمہارے سوا کسی دوسری قوم کو خلیفہ بنادیگا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکوگے۔

یہ حضرت ہود کا خطاب ہے اپنی قوم سے جس کو اللہ تعالیٰ نے قوم نوحؑ کے بعد زمین کی بادشاہت دی تھی۔ چنانچہ حضرت ہود فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (۷:۹) اور یاد کرو جب اللہ نے قوم نوح کے بعد تم کو خلیفہ بنایا

پھر جب قوم ہودؑ نے نافرمانی کی اور عذاب الٰہی سے ہلاک کیے گئے تو قوم ثمود ان کی جانشین ہوئی جس کو مخاطب کر کے حضرت صالحؑ فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ (۷:۱۰) اور یاد کرو جب اللہ نے تم کو قوم عاد کے بعد جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں متمکن کیا۔

یہی مفہوم اس آیت میں ہے جس کے الفاظ، جہاں تک جانشین اور نیابت کا تعلق ہے بالکل واضح ہیں

وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا (۹:۶) اور تمہاری جگہ دوسری قوم کو بدلدیگا اور تم اس کو ضرر نہ پہنچا سکوگے

اور اس آیت میں تو استخلاف کا مفہوم اور بھی زیادہ واضح ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۤءُ (۶:۱۶) اگر اللہ چاہے تو تم کو لے جائے اور تمہارے بعد جس کو چاہے جانشین بنائے۔

اسی کی تفسیر دوسری آیت سے ہوتی ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ (۴:۱۹) اگر اللہ چاہے تو اے لوگو تم کو لے جائے اور دوسروں کو لے آئے

ان آیات سے ظاہر ہے کہ ایک قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے بعد، یا ان سے غلبہ و استیلاء اور ملک و حکومت چھین لینے کے بعد (کہ قوموں کی زندگی میں یہ عذاب بھی درحقیقت مٹا دینے کے مرادف بلکہ اس سے بھی زیادہ بلائے عظیم ہوتا ہے) کسی دوسری قوم کو ان کی جگہ مسلط و متمکن کر کے قوم ماسبق کا وارث و جانشین بنا دینے کو استخلاف کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ استخلاف کے معنی ہی "اپنا خلیفہ بنانے" کے ہیں تو قرآن کریم میں علاوہ آیات محولہ بالا، اور مقامات سے بھی اس کے خلاف شہادت ملتی ہے۔ مثلاً فرمایا۔

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ (حدید)

شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ تو اس وقت سامنے نہیں۔ شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے اس کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے

"اور خرچ کرو اس چیز سے کہ کیا ہے تم کو جانشین پہلوں کا بیچ اُس کے"

اب ظاہر ہے کہ جب مستخلف کے معنی "پہلوں کا جانشین" ہے تو استخلاف کے معنی صرف "اپنا خلیفہ" ہی کس طرح ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ مصرحہ صدر آیات "استخلاف" میں شاہ صاحب نے کہیں "اپنا خلیفہ" ترجمہ نہیں کیا۔

اب نفس خلیفہ کے معنی دیکھیے۔

ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (۱۰:۲) — پھر ہم نے تم کو ان کے بعد زمین میں خلیفہ (جانشین) بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔

کس کا جانشین (خلیفہ) بنایا؟ اس کی تصریح اس سے پہلی آیت میں ہے۔

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا (۲:۱۰) — بہت سی نسلوں کو جب انہوں نے ظلم کیا تم سے پہلے ہلاک کر ڈالا ہے

یعنی ان ہلاک کردہ قوموں کی جگہ پر اس زمین میں ہم نے تم کو بادشاہت دی ہے کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب منوب عنہ کا ذکر نہ ہو تو اس سے مقصود خلیفہ ماسبق یعنی پہلوں کا جانشین ہوتا ہے۔

پھر قرآن کریم میں ہے۔

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ (۵:۳۴) — اور جو کچھ تم خرچ کر ڈالتے ہو اللہ اس کی جگہ دوسرا مال ہم کو دیتا ہے

ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ خلیفہ کے معنی جانشین یعنے Successor کے ہیں اور خلف کے معنی کسی کا جانشین ہونا To succeed اور استخلاف کے معنی کسی کا جانشین بنانا To make successor ہے اب ان تصریحات کی روشنی میں آیت "یَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ" کو دیکھیے کہ جس سے آپ نے خلیفۃ یعنی میرا نائب مراد لیا ہے، تو واضح ہو جائیگا کہ لفظ خلیفہ کے استعمال کے بعد "الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِكَ" یعنی اُن لوگوں کا جانشین کہ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں' کے اضافہ کی ضرورت نہیں رہتی کہ یہ مفہوم خلیفہ کے اندر موجود ہے جس کے معنی ہی (Successor) کسی ماسبق کا جانشین ہے۔ البتہ اگر مفہوم اس سے جداگانہ لینا ہو یا منوب عنہ کسی ماسبق کے علاوہ کوئی اور ہو تو اس وقت اس اضافہ کی ضرورت پڑتی ہے